کتاب نما

تعارف القرآن (پانچ حصے)' حمید نسیم۔ ناشر: فضلی سنز (پرائیویٹ) لیمٹڈ' اردو بازار' کراچی۔ صفحات: جلد اول ۶۹۶' جلد دوم: ۵۳۵' جلد سوم: ۷۵۳' جلد چہارم: ۸۸۷' جلد پنجم: ۹۳۳۔ قیمت: جلد اول: ۳۵۰ روپے' جلد دوم: ۴۳۰ روپے' جلد سوم: ۱۸۰ روپے' جلد چہارم: ۳۰۰ روپے' جلد پنجم: ۴۰۰ روپے۔

مصنف' اعلیٰ تعلیم کے مرحلے میں ایم اے او کالج امرتسر میں' کٹر مارکسی اشتراکی اساتذہ کے زیرِ تعلیم و تربیت رہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ معروف اشتراکی صاحبزادہ محمود الظفر اور ان کی (ان سے بھی زیادہ اشتراکیت پر ایمان رکھنے والی) بیگم ڈاکٹر رشید جہاں نے' اساتذہ میں سے فیض صاحب کو اور طالب علموں میں سے مجھے' تربیت کے لیے منتخب فرمالیا اور نہایت موثر انداز سے مظلوم انسانیت کی نجات کے لیے مارکسزم ذہن نشین کرانا شروع فرمائی (ص ۵' اول)۔ لیکن اللہ نے حمید نسیم صاحب کو ہدایت عطا فرمائی اور: "کمیونزم ایک باطل نقش نکلا۔ جلد دماغ سے دھل گیا"۔ پھر وہ لمبے عرصے تک ریڈیو پاکستان سے وابستہ رہے' بالخصوص اس کی دینی نشریات سے۔ اس عرصے میں مصنف موصوف نے دنیا بھر کی سیاحت کی' بہت کچھ پڑھا۔ تقابل ادیان' فلسفہ' ادب' تاریخ' قدیم دیومالائی تصورات وغیرہ۔ وہ شعر کہتے ہیں' ادبی تنقید لکھی ہے۔ ان کی خود نوشت بھی چند برس قبل شائع ہو چکی ہے۔ اب قرآن پاک کی زیرِ نظر تفسیر پانچ جلدوں میں پیش کی ہے۔ اس کام میں انھیں مولانا محمد طاسین صاحب کی راہنمائی اور اعانت حاصل رہی۔

یہ مصنف کی خوش بختی ہے اور ان پر اللہ کا خاص کرم ہے کہ فیض احمد فیض کے ساتھ اور انھی اساتذہ کے زیرِ تعلیم و تربیت رہنے کے باوجود وہ فیض کے راستے اور انجام سے بچ نکلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں قرآن پاک کی تفسیر لکھنے کی سعادت عطا فرمائی: ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔ حمید نسیم کا طریق توضیح و تفسیر اس طرح ہے: سب سے پہلے سورت کا تاریخی پس منظر' شان نزول اور معلومات' (کہیں کہیں ان میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے) پھر چند آیات کا متن اور ان کا رواں اردو ترجمہ۔ پھر بعض مشکل الفاظ یا تراکیب کی وضاحت اور اس کے بعد ان آیات کے موضوعات و مباحث پر تبصرہ' توضیح اور تشریح۔

حمید نسیم کا اسلوب سیدھا سادہ' رواں دواں اور ہموار ہے۔ انگریزی الفاظ کے بلاجواز استعمال سے اکثر مقامات پر بہ آسانی بچا جا سکتا تھا۔ توضیح مطالب کے لیے اقبال اور رومی کے اشعار سے بھی جابجا مدد لی ہے اور

بعض مغربی فلسفیوں اور مفکروں کے قول بھی نقل کیے ہیں۔ کہیں کہیں جوش خطابت میں وہ بہت تفصیل میں چلے گئے ہیں۔ ان کے ہاں دوسرے مفسرین سے استفادے کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں، مگر انھوں نے ابو الکلام آزاد کے سوا شاید ہی کسی کا حوالہ دیا ہو۔ مجموعی طور پر ان کی توضیحات میں راست فکری نظر آتی ہے۔

مصنف نے ایم اے فلسفے میں کیا تھا۔ بعدازاں جدید مغربی فکر اور معاصر سیاسی و معاشرتی نظریات اور مفکرین و شعرا کا بالاستیعاب مطالعہ بھی کیا۔ انھوں نے پہلی جلد کے آخر میں (ص ۵۸۹ تا ۶۹۲) بعض عنوانات کے تحت اپنے وسیع مطالعے کا نچوڑ "عالمی فلسفہ و مذہب" کے عنوان سے جمع کر دیا ہے، جیسے: عالمی مابعد الطبیعیات (قدیم دیو مالائی تصورات، عقائد، نظریات) انسان کی فکری مسافت، مصری دیومالا کے اساسی افکار، قدیم بابل، تولیدی و افزائشی عبادات، اسرائیلیات، مذہب زرتشت کی دینیات، ہندو مذہب، الٰہیات اور مابعد الطبیعیات، بدھ مت، وشنو اور بھگوت کا فلسفہ، رواقیت، کلبیت اور تشکیک، افلاطون، فلاطینوس۔ دوسری جلد کے آخر میں (ص ۴۲۴ تا ۵۴۵) اخلاقیات عالم کے زیر عنوان: قدیم مصر، بابل، زرتشت، ہندومت، مہاتما بدھ، یونان، افلاطون اور ارسطو کی اخلاقیات۔ اسی طرح روس کی اشتراکیت اور نطشے وغیرہ پر تعارفی نوٹ۔ انھی ضمیموں کی وجہ سے جناب مولف نے کتاب کے عنوان میں "عالمی فلسفہ و مذہب کے تناظر میں" کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ یہ معلومات افزا نوٹس مصنف کے وسعت مطالعہ کی دلیل ضرور ہیں مگر بہتر یہ تھا کہ ان خیالات و افکار اور مباحث کو آیات قرآنی کی تفسیر میں متعلقہ مقامات پر زیر بحث لایا جاتا یعنی انھیں موقع و محل کے مطابق توضیحات و تشریحات میں کھپا (incorporate کر) دیا جاتا اور قرآن کی روشنی میں ان پر تنقید کی جاتی۔ موجودہ شکل میں یہ دونوں ضمیمے غیر متعلق اور الگ تھلگ محسوس ہوتے ہیں۔

بعض اوقات فاضل مصنف اپنے مخصوص نقطہ نظر یا اپنے مزعومات پر زور دیتے نظر آتے ہیں، مثلاً: "جب تک اسلامی معاشرہ وجود میں نہیں آجاتا اہل لوگوں کے انتخاب کے لیے جمہوریت کے رائج اسالیب کو اختیار کرنا اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہے"۔ (ص ۵۱، اول)--- سوال یہ ہے کہ "رائج اسالیب" میں تو ایک خائن، بدکردار اور جاہل مطلق شخص بھی پارلیمان کا ممبر بن سکتا ہے۔ کیا یہ "اسلامی اصولوں کے عین مطابق" ہوگا؟ پھر یہ کہ آج کل جمہوریت کے "رائج اسالیب" کے ذریعے کیا اہل لوگوں کا انتخاب ممکن ہے؟ ایک اور جگہ وہ کہتے ہیں: "اسلام میں جمہوریت ایسی بنیادی ضرورت ہے کہ اللہ کے رسول کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ سب سے پہلے رائے لیں" (ص ۴۳۶، اول)--- حالانکہ قرآن حکیم تو یہ کہتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء ۴:۶۴)--- یعنی رسولؐ اللہ کے اذن (sanction) کا پابند ہے، نہ کہ اسے "جمہور کی رائے" لینی چاہیے۔ "جمہور" اور "جمہوریت" کے لیے اسی خبط میں انھوں نے ایک جگہ

ایسے "کچھ اہل الرائے حضرات" کو ذہنی انتشار پیدا کرنے کا الزام دیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ "قوت کا سرچشمہ اللہ ہے، عوام نہیں (ص ۵۱۱، اول)۔ مصنف نے غور نہیں کیا کہ "عوام" اور "جمہور" کی اس غیر معتدل حمایت میں وہ بعض آیات قرآنی کی نفی کر رہے ہیں، مثلاً: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف ۱۲: ۴۰) اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (البقرہ ۲: ۱۶۵) اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ (آل عمران ۳: ۱۵۴)۔ جب حاکمیت اللہ کی ہے تو پھر یہ کہنا بڑی نادانی اور جہالت کی بات ہے کہ: "قوت کا سرچشمہ عوام ہیں"۔

اسی طرح وہ اس بات پر مصر ہیں کہ آنحضورؐ کو موزوں طبع تسلیم کیا جائے۔ جن احادیث سے آپ کی موزوں طبعی کی نفی ہوتی ہے، مصنف نے کسی دلیل کے بغیر، یکسر "ایسی سب روایتیں غلط" قرار دی ہیں۔ ان کے خیال میں ان روایات کے سلسلے میں اسماء الرجال کے ماہر بھی غلطی کر گئے ہیں (ص ۲۵۳، چہارم)۔ جن مفسروں نے بعض معتبر روایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ شعر پڑھتے ہوئے، آپ سے لفظوں کا الٹ پھیر ہو جاتا" حمید نسیم کا ایسے موقر مفسرین کو "فطری بے ذوق، طبع ناموزوں رکھنے والے اور ذوق جمال سے محروم" قرار دینا، بالکل "جوابی کارروائی" محسوس ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کی اس واضح آیت: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ (یٰسین ۳۶: ۶۹) اور بہت سی احادیث کی موجودگی میں محض ایک قیاس آرائی پر اصرار کرنا کوئی علمی رویہ نہیں۔ ان کی یہ دلیل کہ "رسولؐ ہر ایسی غلطی سے محفوظ تھا، جس پر اس کے مخاطب اعتراض کر سکیں اور جسے شخصیت کی خامی پر محمول کریں" اس لیے بے وزن ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکنت زبان، ان کی "شخصیت کی خامی" نہ تھی، اور نہ یہ کار نبوت میں سد راہ بن سکی (حالانکہ زبان کی لکنت تو ابلاغ میں بہت بڑی رکاوٹ ہوتی ہے) تو آنحضرتؐ کا شعر کو موزوں نہ پڑھ سکنا، ان کی شخصیت کی خامی کیسے بن گیا؟

ایک اور جگہ مصنف کا یہ بیان بھی بے اعتدالی کا مظہر ہے: "لینن تاریخ انسانی کے عظیم ترین مفکر قائدوں میں سے ایک تھا۔ اس حقیقت کو نہ ماننا، اپنے جہل کا ثبوت دینا ہے کہ اس کی عظمت برحق، خلوص بھی برحق" (ص ۵۳۲، دوم)۔

عام طور پر طبقہ علما کو ان کی "تنگ نظری" اور "تعصب" پر مطعون کیا جاتا ہے---- دلچسپ بات یہ ہے کہ حمید نسیم کا "طبقہ علما سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ (رفیع الدین ہاشمی)

اسلامی معاشرہ کی تاسیس و تشکیل، صاحبزادہ ساجد الرحمن۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔ صفحات: ۲۴۴۔ قیمت: ۷۵ روپے۔

حضورؐ کی بعثت تاریخ عالم کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اس کی بدولت دنیا ایک عظیم الشان انقلاب سے دوچار